souvenir
AIUMB
وہابیوں کی نہ امامت قبول ہے نہ قیادت قبول
اعلامیہ
۱۴۳۷/۲۰۱۶
Declaration
آل انڈیا علما و مشائخ بورڈ
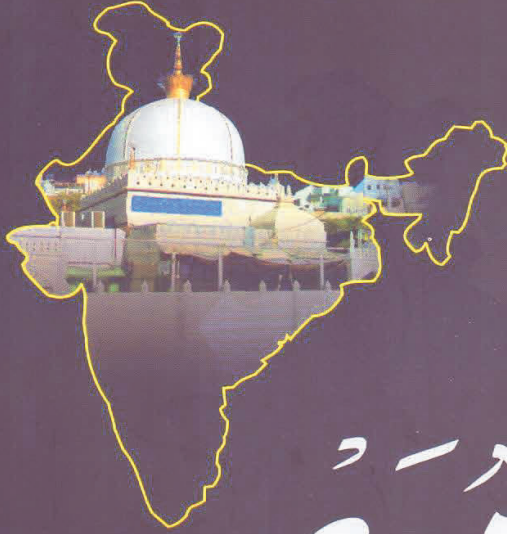
جائے اور دوسری طرف سعودیوں، وہابیوں، نجدیوں کے آثار کو بچایا جائے۔

دوستو! میں آپ کو یہ بتا دینا چاہتا ہوں، یہ (وہابی، سعودی) باب عبدالعزیز تو بناتے ہیں، شاہ فہد باب بناتے ہیں، باب فیصل بنا رہے ہیں، لیکن مسجد ابو بکر گرانا چاہتے ہیں، مسجد عمر کو مٹانا چاہتے ہیں، مسجد عثمانی کو گرانا چاہتے ہیں، مسمار کرنا چاہتے ہیں، کیوں؟ اس لئے کہ اس سے ہماری عقیدتیں منسوب ہیں، ہماری آستھائیں وابستہ ہیں، وہاں جب ہم جاتے ہیں تو سیدنا ابو بکر صدیق کی زندگی یاد آجاتی ہے، مسجد عمر جاتے ہیں تو امیر المؤمنین سیدنا عمر فاروق کی عقیدتیں یاد آجاتی ہیں، مسجد غمامہ جاتے ہیں تو سرکار کا آخری خطبہ دینا یاد آجاتا ہے، سرکار کے آخری نماز کا پڑھانے اور خطبہ کا منظر یاد آجاتا ہے، یہ (وہابی) اسے مٹا دینا چاہتے ہیں، کیوں؟ اس لیے کہ انہوں نے (وہابیوں) ٹھیکا لے لیا ہے یہودیوں سے کہ ہم (وہابی) حرم کو پورا تمہارا (یہودیوں) کا غلام بنا دیں گے۔ کیوں کہ اس قوم کو نہ تیر سے مارا جا سکتا ہے نہ تلوار سے۔ علامہ اقبال نے کیا خوب کہا ہے اس قوم کے بارے میں

یہ فاقہ کش کہ خوف سے ڈرتا نہیں ذرا   روح محمدی اس کے بدن سے نکال دو
فکر عرب کو دے کے فرنگی تخیلات   اسلام کو حجاز و یمن سے نکال دو

آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ اگر سنیوں کو ایک پلیٹ فارم پر لانا چاہ رہا ہے، وہ آثار مصطفیٰ کی حفاظت اور عشق مصطفیٰ کی جوت جگانے کی کوشش کر رہا ہے اور سنیوں کے حقوق کی لڑائی لڑ رہا ہے تو ان کے (وہابیوں) کے پیٹ میں درد یہ ہے کہ آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ قوم خفتہ کو جگانے کی کوشش کر رہا ہے، یہ (صوفی سنی مسلمان) سوئے ہوئے تھے، ہم (وہابی) ان پر قابض تھے۔ یہ (صوفی سنی مسلمان) جگ جائیں گے تو ہم (وہابی) کہیں کے نہ رہیں گے۔

جو قوم اپنی تاریخ بھول جاتی ہے، اپنے پرکھوں، آباء اجداد کی تاریخ کو فراموش کر دیتی ہے، وہ اپنے آپ اپنی دہلیز پر مر جاتی ہے۔ ہماری موت کا انتظام یہ وہابی سعودی میں بھی بیٹھ کر کر رہے ہیں اور ہندوستان میں بھی ان کے گرگے اور چیلے یہی چیز روشن کر رہے ہیں۔ نہایت افسوس کہ یہ بات ہم کو نہیں سمجھ میں آرہی ہے۔

ہم اپنی حکومت سے مطالبہ کرتے ہیں کہ وہ ہمارے آثار اور مقدس مقامات کی حفاظت کی ان سے (سعودی وہابی حکومت سے) ضمانت طلب کرے، اگر یہ نہیں مانگے گی تو ہم ایسے ہی احتجاج کرتے رہیں گے، اس لئے کہ عشق مصطفیٰ اور مصطفیٰ جان رحمت کی ذات سے منسوب ہر چیز ہمارے لئے ایمان کا درجہ رکھتی ہے۔ مقدس مقامات و آثار کی حفاظت کہ ذمہ داری پوری دنیا کے سنی مسلمانوں کی ہے، ان وہابیوں کو کوئی حق نہیں پہنچتا کہ ہمارے مقدس مقامات پر ناجائز قبضہ جمائے رہیں۔

آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ حجاز مقدس کی جھوٹی پاسبانی کو چھوڑ، سنیوں کے حوالے کرو آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ پوری دنیا کے سنی مسلمانوں کا بورڈ ہے، ہندوستان کے اسی (۸۰) فیصد دبے کچلے مسلمانوں کا بورڈ ہے، ہم اشرف ملت کو اپنا قائد مان کر آگے چل رہے ہیں اور ان کی قیادت میں یہ جنگ اس وقت تک لڑتے رہیں گے جب تک ہمیں ہمارا حق نہیں مل جاتا۔

□□□

۔آپ نے آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کے اغراض مقاصد کا اندازہ لگا لیا اور جان لیا کہ یہ بورڈ فی الوقت ہندوستان کے تمام مسلمانوں کی نمائندگی کررہا ہے۔

ہندوستان کا وزیراعظم چاہے کوئی ہوجائے، صدر جمہوریہ کوئی بھی ہوسکتا ہے، وزیراعلی کوئی بھی ہو لیکن ہندوستان کا شہنشاہ، بھارت کا بادشاہ اور راجہ میرا خواجہ ہے، دوسرا کوئی نہیں ہوسکتا۔ یہ علماء ومشائخ بورڈ کا اعلان ہے۔ ہم اسی کی مانیں گے جو ہندستان کا وفادار ہوگا اور ہندوستان کا سچا وفادار وہی ہوگا جو غریب نواز کا وفادار ہوگا۔ پورے ہندوستان میں ہمیں دیکھ کر کہا جاتا ہے کہ یہ داڑھی ٹوپی والا آتنک وادی ہے، یہ دہشت گرد ہے، یہ ملک سے غداری کرنے والا ہے جبکہ پوری دنیا کا سروے کرلو، جتنے بھی دہشت گردی کے حملے ہوتے ہیں آج تک کوئی نبی کا ماننے والا، غوث اعظم کا ماننے والا، غریب نواز کا چاہنے والا نہیں پکڑا گیا۔ اب کون کررہا ہے، کون غریب نواز کا ہے اور کون سعودی کا ہے یہ فیصلہ تمہیں کرنا ہے، یہ فیصلہ حکومت ہند کو کرنا ہے۔ مسلمانوں کا جہاں تک سوال ہے تو مسلمان کسے کہتے ہیں یہ حکومتیں سمجھ لیں، ہر کلمہ پڑھنے والا مسلمان نہیں ہوتا، ارے کلمہ تو رشدی نے بھی پڑھا تھا تو کیا مسلمان ہوگیا؟ صحیح اور سچا مسلمان وہی ہے جس کو نبی کی عزت میں زندگی اور انہی کی عظمت میں موت نصیب ہو۔

مسلمانوں کو آتنک واد سے نہ جوڑا جائے، ہمارے مدارس میں دہشت گردی کی تعلیم نہیں دی جاتی، ہمارے مدرسہ میں تو تعلیم دی جاتی ہے؟ کہ جو مسلمان ہے وہ آتنک وادی نہیں ہوسکتا، اور جو آتنک وادہ ہے وہ مسلمان نہیں ہوسکتا۔ اس لئے حکومت کو چاہئے کہ صحیح طریقہ سے تلاش کرے، بڑے بڑے آلہ پیدا کردِیے گئے ہیں تلاش کرنے کے، ان کے لئے بھی تو کوئی آلہ تلاش کرو۔

۲۰۱۱ میں ہندوستان میں سعودی عرب سے کعبہ شریف کے امام آئے تھے بڑے بڑے پوسٹر چھاپے گئے، امام کعبہ تشریف لائے ہیں، چلو اُن کے پیچھے نماز پڑھ لو، جو نماز پڑھنے کا ثواب کعبہ میں ملے گا وہی ثواب یہاں ان کے پیچھے ملے گا۔ دلی میں بڑے بڑے میدان ہیں، کہیں جگہ نہ ملی، رام لیلا میدان میں انتظام کیا گیا۔ امام کعبہ رام لیلا میدان میں، جن کو کعبہ میں نماز کا ثواب چاہئے وہ رام لیلا میدان میں آئے، کعبہ میں نماز کا ثواب رام لیلا میدان میں۔ ایک صحافی میرے پاس آیا کہنے لگا 'کیا سنی جائے گا نماز پڑھنے کے لئے؟' میں نے کہا 'نہیں جائے گا'، اس نے کہا حضرت اتنا بڑا دعویٰ! ہم نے کہا، یہ سنی اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھنے تو جاتا نہیں ان کے پیچھے کیا جائے گا؟ اگر یہ اپنے امام کے پیچھے نماز پڑھتا تو اس کے ہاتھ سے مسجدیں نہ چھینی جاتیں بلکہ اسے جگہ دی جاتی، یہاں آ کے مسجد بناؤ۔

بس آخری بات عرض کردوں کہ حضرت اشرف ملت ہمیں جب آواز دیں ہمیں آنا ہے۔ حکومت کو اور ان وہابیوں کو احساس دلانے کے لئے حضرت اشرف ملت کی قیادت میں جہاں کہیں بھی ہمیں بلایا جائے گا اور جو بھی کہا جائے گا ہمیں کرنا ہے کیونکہ

فیصلہ جو کچھ بھی ہو منظور ہونا چاہئے　　　جنگ ہو یا عشق ہو بھرپور ہونا چاہئے

□□□

حق ملنا چاہئے اہل سنت کو مراعات چاہئے ، اہل سنت کو پرائمری سطح سے لے کر ہائی اسکول تک ، ہائی اسکول کی سطح سے لے کر یو نیورسٹی سطح تک تعلیمی اور سیاسی امور میں اہل سنت کو ریزرویشن چاہئے ، اب سوال یہی پیدا ہوتا ہے کہ اہل سنت کون ہیں؟ اسی سوال میں ہمارے بیشتر مسائل کا حل ہے ، یہ سوال صرف ایک سوال نہیں ہے ۔ اس لئے ہمیں چاہیے کہ یہاں سے لے کر دہلی تک اپنی بات بڑی ذمہ داری کے ساتھ پہنچائیں کہ کوئی بھی حکومت ہو، کوئی بھی سرکار ہو، وہ اہل سنت کو ان کے ڈیفی نیشن کے ساتھ جانیں ، وہ اہل سنت کو ان کے تعارف کے ساتھ جانیں ، وہ اہل سنت کو ان کی پہچان کے ساتھ جانیں ، جیسے minority میں مسلمانوں کو بھی لایا جاتا ہے ، عیسائیوں کو ، بدھسٹ ، سکھوں کو Minority کا نام دے کر کے سب کو اس میں شامل کر دیا جاتا ہے ، تو یہ پہچان کہیں نہ کہیں ہے ۔ وہ پہچان کے بناء پر جانے جاتے ہیں کہ Minority میں کون کیا ہے؟ او بی سی ، سے لے کر ساری چیزیں ہیں اسی طرح ہم اہل سنت کے حوالے سے ۔

ضرورت اس بات کی ہے کہ اپنی صوبائی حکومت سے لے کر ہندوستان کی مرکزی حکومت تک اپنی بات پہنچائیں ، کہ ہندوستان کے کروڑوں سنی مسلمان اس بات کا مطالبہ کرتے ہیں کہ ہمارا جو اپنا دستوری حق اہل سنت ہونے کے اعتبار سے ہے ، وہ دستاویزی شکل میں ہمیں ہماری انفرادی شناخت کے ساتھ دیا جائے ، اس کے لئے توجہ کی ضرورت ہے ، آپ غور کیجئے انڈیا کے مسلمان غریب نواز کی چوکھٹ کو سلام کرتے ہیں ، غریب نواز آپ کی چوکھٹ کو ہم سلام کرتے ہیں ، اس لئے کہ جب تک آپ کی چوکھٹ سلامت ہے ، ہندوستان کا مسلمان سلامت ہے ، آپ حضرات یاد رکھئے کہ سنی کا ڈیفی نیشن انڈیا میں یہ ہے کہ جو قرآن وحدیث پر عمل کے ساتھ ساتھ حضرت محقق شیخ عبدالحق محدث دہلوی ، حضرت شاہ عبدالقادر بدایونی ، امام احمد رضا خاں محدث بریلوی ، حضرت محدث اعظم ہند اور جتنے علماء واکابر اہل سنت ہیں ان سے جڑے ہوئے ہیں ، ان کے نظریات جو باضابطہ طور پر ان کی کتابوں سے ظاہر و باھر ہیں ان کو ماننے والے ہیں ، ہندوستان میں وہی سنی ہے ۔ انشاء اللہ اگر اس تعارف کو ذمہ داری کے ساتھ پہنچا یا جائے گا تو پورے عالم اسلام میں اہل سنت کی یہی علامت مانی جائے گی کہ غریب نواز کی ، مخدوم سمناں کی چوکھٹوں کو سلام کرنے اور ان علمائے ربانی کے ماننے والے ہی اہل سنت ہیں ۔ اس کے لئے ہم اور آپ کو متحد ہو کے جدوجہد کرنا ہے ۔

حضرات ! میں ذمہ داری کے ساتھ آپ حضرات سے آخری بات عرض کرنا چاہوں گا ، اور بڑی محبت کے ساتھ عرض کرنا چاہوں گا کہ جماعت اہل سنت میں اس وقت اتحاد کی ضرورت ہے ، اتحاد اور اتفاق کی ضرورت ہے ۔ آپ حضرات شوق عمل اپنے اندر پیدا کریں اور اپنے اعمال میں تبدیلیاں لائیں ، یہ ساری باتیں اپنی جگہ درست ہیں ، مگر ہمیں ہر اعتبار سے Powerful اور بااختیار ہونے کے لئے ، خواہ وہ عقیدے کے اعتبار سے کیا سہروردی کیا نقشبندی کیا مداری ، کیا رضوی ، کیا اشرفی ، کیا برکاتی ، جتنے سلاسل طریقت ہیں یہ سارے کے سارے سلاسل طریقت جا کر کے ملتے ہیں مولائے کائنات کے قدموں میں ، تو جب ہم سب ایک مولیٰ کے ماننے والے ہیں تو پھر ہمیں یہ بات ڈنکے کی چوٹ پر کہنی چاہئے کہ سارے سلسلوں کے نام الگ الگ

کا ساتھ دیا لیکن آزاد ہندوستان میں یہی فرقہ وارانہ فسادات مسلمانوں کو کمزور کرنے کا ذریعہ بن گئے۔ان ۶۷ برسوں میں ہندوستان میں جتنے بھی فرقہ وارانہ فسادات ہوئے ہیں وہ سب مسلم فرقہ کو خوف زدہ کرنے، پسماندہ بنانے، اصل دھارے سے دور کرنے اور مجموعی طور پر ان کے حوصلے پست کرنے کے لئے کرائے گئے۔متعدد سیاسی پارٹیوں نے سماجی صف بندی کے لئے فسادات کا یہ سلسلہ جاری رکھا ہے۔کچھ نام لیے جائیں تو یہ ثابت ہوجائے گا کہ مسلم سماج کے تجارتی مراکز کو امن کے دشمنوں نے تاک کر نشانہ بنایا۔اتر پردیش میں موجودہ حکومت میں ہر منطق کی نفی کی ہے اور فسادات میں ایک طرح کا ریکارڈ بنالیا ہے۔یوپی میں ادھر کے ۲۰ مہینوں کے دوران ۱۰۰ ارفسادات ہو چکے ہیں۔یوپی کے بعد فسادات کے معاملے میں مدھیہ پردیش دوسرے نمبر پر ہے۔اڑیسہ اور کرناٹک میں فرقہ وارانہ صورت حال ملک کے بقیہ حصوں سے ذرا مختلف ہے کیونکہ ان دونوں ریاستوں میں ایک خاص فرقہ کے عیسائی دشمن جنون پرست عناصر فسادات برپا کررہے ہیں لیکن بقیہ ہندوستان اب بھی مسلم دشمن فسادیوں کی پسندیدہ شکارگاہ بنا ہوا ہے۔

انتخابات کے زمانہ میں یہ لوگ زیادہ سرگرم ہوجاتے ہیں جس کے پیچھے مقصد اپنے ووٹ بینک کو بڑھانا اور مسلمانوں کو خوف زدہ کرکے اپنا فرماں بردار بنانا ہوتا ہے۔میرٹھ،ملیانہ، گودھرا، گجرات، بھاگلپور، راؤرکیلا، جمشید پور، بھیونڈی، ممبئی، علی گڑھ اور مرادآباد ایسے شہروں کے نام لیتے رہیں جو اپنی کاروباری حیثیت کی وجہ سے نمایاں رہے ہیں تو پتہ چل جائے گا کہ فساد کرنے والے لوگوں کا سارا زور کہاں ہوتا ہے۔ریشم نگری، تالانگری، پیتل نگری، ہینڈلوم نگری وغیرہ وغیرہ اور جہاں جہاں بھی مسلمانوں نے اپنی محنت سے دن رات خون پسینہ ایک کرکے ہوش مندی کا مظاہرہ کرتے ہوئے عزت کی زندگی جینے کے لئے سرکاری سہارے کے بغیر کام شروع کیا اور پھولے پھلے وہاں وہاں بہت منصوبہ بند طریقوں سے فساد کرکے ان کو جانی، مالی، اقتصادی اور سماجی طور پر تباہ کردیا گیا۔بیشتر فسادات میں بلوائیوں کو پولیس، انتظامیہ، سیاست دانوں اور سماجی وسیاسی تنظیموں کی ڈھکی چھپی حمایت حاصل ہوتی رہی۔فساد ہوا، قتل وغارت گری کا بازار گرم ہوا۔لوٹ مار مچائی گئی۔آبروریزی کی گئی۔سارے مجرم سامنے رہے لیکن بہتوں کا بال بھی بانکا نہیں ہوا۔کمیشن بنائے گئے، کمیٹیاں بنائی گئیں۔سبھوں نے اپنی میعاد پوری کرکے اپنی رپورٹ پیش کی۔یہ سفارش کی کہ اس لعنت کو کیسے روکا جاسکتا ہے لیکن آج بھی فرقہ وارانہ فسادات اتنے ہی ہلاکت خیز اور تباہ کن ہیں جتنے کہ ۱۸۹۳ء میں تھے یعنی جب پہلی بار ممبئی میں مسلم دشمن فسادات ہوئے تھے۔

آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ کی اس سنی کانفرنس میں شریک تقریباً ۲ لاکھ سنی صوفی مسلمان اور دیگر برادران وطن کے اتفاق رائے سے منظور شدہ قرارداد کے حوالہ سے بورڈ یہ مطالبہ کرتا ہے کہ فرقہ وارانہ تشدد اور تاک کر تشدد کا نشانہ بنانے کی روک تھام کا بل پارلیمنٹ کے موجودہ اجلاس میں پیش کیا جائے اور منظور کرایا جائے تاکہ فسادات میں امن اور قانون برقرار رکھنے والی مشینری کی ناکامی کی ذمہ داری متعین کی جاسکے۔

(۲) ترقی پسند اتحاد حکومت کے پہلے دور اور دوسرے دور، دونوں میں نو برسوں کے دوران کچھ بہت نمایاں کام ہوئے

پر حاضری دیتے اور دعا کرتے ہیں۔ وہ لوگ اس فکر پر اپنے اعتماد کا کھل کر اظہار کرتے ہیں اور یہ مانتے ہیں کہ یہ روحانی مراکز انھیں سکون دیتے ہیں۔ یہ خانقاہیں، درگاہیں عوام سے بہت اچھی طرح سے جڑی ہوئی ہے۔ کئی کئی ہزار لوگ ایک دن میں ان روحانی مراکز پر دعا کے لئے پہنچتے ہیں۔ اس پس منظر میں ان تمام روحانی مراکز کو سماج کے تمام طبقات خاص کر مسلمانوں کے لئے بنائے گئے فلاحی پروگراموں کی ترویج کے لئے استعمال کیا جاسکتا ہے لیکن عملاً دیکھا جائے تو یہ موقع مسلسل نظر انداز کیا جا تا رہا ہے۔ ویسے تو کچھ آرائشی انتظامات بھی ہوتے ہیں لیکن انہیں بھی وہابیوں رسلفیوں کے اچک لیے جانے سے بچایا نہیں جاتا۔ مثال کے طور پر دہلی عرس کمیٹی کا انتظام صلاح الدین چودھری کو دیا گیا ہے جو جانا پہچانا وہابی ہے لیکن سیاسی کارکن ہونے کی وجہ سے نا اہل ہونے کے باوجود صوفیوں کی خدمت کی کمیٹی اس کے سپرد کردی گئی ہے۔ ہندوستانی مسلمانوں یعنی سنی صوفی مسلمانوں کے سلسلے اس جانے پہچانے غافلانہ رویہ سے جو صورت حال ابھر کر سامنے آئی ہے اس کو فوری طور پر بدل دینا ضروری ہے۔ سنی صوفی مسلمانوں کے کسی بھی معاملے کی ذمہ داری کسی ایسے شخص کو نہ دی جائے جو سنی صوفی طرز حیات پر عمل پیرانہ ہو۔ ہندوستان میں وہابی، سلفی، ندوی، دیوبندی، جماعتی، تبلیغی عناصر، الگ الگ ناموں کے ساتھ سرگرم ایک ہی کٹر وادی فکر کے نمائندے ہیں اور وہ سعودی عرب سے حاصل شدہ فنڈ اور ہدایت کے تحت اپنے ادارے چلاتے ہیں اور ان کے کارکن سماجی اور سیاسی کارکنوں کے بھیس میں مسلمانوں کے درمیان رہ کر کام کر رہے ہیں۔ اگر حکومت اپنا یہ عزم پختہ کرلے کہ فرقہ کے تمام امور میں اور قومی زندگی کے ہر شعبہ میں سنی صوفی مسلمانوں کو نمایاں نمائندگی دی جائے گی تو یہ صورت حال یکسر بدل سکتی ہے۔ حج کمیٹیوں اور وقف بورڈوں میں اور مسلمانوں کی دیگر مذہبی اور لسانی اداروں میں یا حکومت کی ایسی باڈیوں میں مسلم نمائندگی لازمی ہوتی ہے مسلم آبادی میں صوفیوں کے حصے کے مطابق نمائندگی دی جائے۔ اسے پالیسی کے طور پر اپنایا جائے اور اس پر عمل درآمد اسی جوش سے کیا جائے جس جوش سے ادھر کے نو برسوں کے دوران موجودہ حکومت نے حقوق پر مبنی قوانین بنائے ہیں۔

اس لیے آج کی سنی کانفرنس میں اتفاق رائے سے منظور شدہ قرارداد کے مطابق آل انڈیا علماء ومشائخ بورڈ اس کا مطالبہ کرتا ہے کہ انتخابات میں حصہ لینے والی تمام قومی وعلاقائی سیاسی پارٹیوں کے انتخابی منشور میں سنی صوفی مسلمانوں کی امنگوں اور شکایتوں کی عکاسی ہو کیونکہ یہ دیکھ کر بڑا صدمہ ہوتا ہے کہ اپنی اپنی صفوں میں سرگرم وہابی رسلفی کارکنوں کی خواہش اور اشارے پر یہ پارٹیاں مسلم سماج کے انسانی سرمائے کو ووٹ بینک کے طور پر استعمال کرتی ہیں اور اس کی بات مانتی ہیں جو آزاد ہندوستان میں مسلمانوں کی نمائندگی کا ڈھونگ کر کے اقتدار کے گلیارے تک پہنچنے میں کامیاب ہوا ہے۔

(۷) ہم لوگ یہاں سچر کمیٹی رپورٹ کا ذکر کرنا چاہتے ہیں جس میں یہ نتیجہ اخذ کیا گیا ہے کہ ہندوستان میں مسلمانوں کی حالت گرتے گرتے یہاں تک پہنچ گئی ہے کہ وہ ہر شعبہ زندگی میں دلتوں سے بھی بدتر ہو گئے ہیں۔ اس رپورٹ میں آئین کی دفعہ 341 میں مسلمانوں پر عائد کی گئی مذہبی قید اٹھانے کی بنیاد بھی قائم کی گئی ہے۔ یہ اقدام کسی بھی اعتبار سے مسلمانوں کے حق اچھا نہیں کیونکہ کم سے کم تین ریاستی اسمبلیوں نے ایک قرارداد منظور کر کے دفعہ 341 کو سیکولر دفعہ بنانے کا مطالبہ کیا ہے کیونکہ دفعہ 341

فرقہ پرست دفعہ ہے اور آئین میں مساوات اور مذہبی آزادی کی ضمانت کے خلاف ہے۔ متعدد قومی اور علاقائی سیاسی پارٹیوں نے بھی مسلم دلتوں کو بھی وہی سہولتیں دینے کے مطالبے کی حمایت کی ہے جو دیگر فرقوں جیسے نو بودھسٹ اور سکھوں میں دلتوں کو دی جارہی ہیں۔ مسلم سماج دہائیوں سے دفعہ 341 کے خلاف سرگرم عمل ہے لیکن اب تک کچھ نہیں بدلا۔

اس لیے آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ کا جگدیش پورسنی کانفرنس میں منظور شدہ قرارداد کے تحت یہ مطالبہ ہے کہ آئین کی دفعہ 341 میں ترمیم کر کے اس دفع کی وجہ سے مسلمانوں کے ساتھ ہونے والی ناانصافی دور کی جائے اور انتہائی غریب مسلمان تک ترقیاتی اور فلاحی تدبیروں کے ثمرات کا پہنچنا یقینی بنایا جائے۔

(۸) آل انڈیا علماء و مشائخ بورڈ وقف ترمیمی بل سے بھی خوش نہیں کیونکہ یہ غیر ملکی ہدایت اور فنڈ سے چلنے والی طاقتوں کی طرف جھکا ہوا ہے اور یہ وہ لوگ ہیں جو وہابیت کو آگے بڑھانے کے ایجنڈہ پر عمل درآمد کے مسلم اوقاف پر قبضہ کرنا چاہتے ہیں۔

خطبات کا خلاصہ

- ہمارے آئیڈیل خواجہ غریب نواز سلطان الہند حضرت شیخ معین الدین حسن چشتی اجمیری علیہ الرحمۃ والرضوان ہیں نہ کہ بابر ظہیرالدین، اکبر اعظم جلال الدین، غیاث الدین تغلق یا کوئی دوسرا مسلم حکمراں (وغیرہ) خواجہ غریب نواز نے نہ تیر چلایا، نہ تلوار چلائی، نہ تیرانداز رکھے، نہ شمشیرزن پال کر رکھے۔ نہ بت توڑا، نہ بت پرستی کے خلاف کچھ کہا، نہ بت پرستوں کے خلاف کچھ کہا، نہ عالمی مذہب کی مذاکرتی محفل سجائی، اگر کیا تو صرف یہ کہ اخلاق کا نمونہ بن کر کردار کے غازی تیار کرتے گئے ہم ان کو مانتے ہیں اور اُن کی ماننے کی وکالت کرتے ہیں۔
- امن عالم اور دنیا میں شانتی، مذہب اسلام کی تعلیمات اور صوفیوں کے اخلاق و کردار کا حاصل ہے۔ جو لوگ بھی ہم سے امن و سلامتی کو فروغ دینے کی امید رکھتے ہیں، ان کی کامیاب اور خوش حال زندگی خود ہمارے بزرگوں کی کشادہ دلی، انسان دوستی، انسانی رواداری اور امن پرور تعلیمات کا نتیجہ ہے۔
- حق تلفی، قانون شکنی اور قتل و غارت گری کا جن کے پاس ریکارڈ ہے، وہ اپنی صفائی پیش کریں جنھوں نے دنیا کی دولت، اقتصادی مراکز اور سرمایہ کاری کے اسباب پر قبضہ کر رکھا ہے اور آپس میں تقسیم کر کے انسانوں کے یومیہ ''امن و سکون'' کو اپنے مفادات کے مزار پر ''چادرِ حیلہ وسیلہ'' بنا کر رکھا ہے۔
- وہ لوگ صفائی پیش کریں اور اپنے مذہب و نظام کے امن پسند ہونے پر دلیل پیش کریں جنھوں نے اپنی وحشت، دہشت اور غارت گری سے عرب و خلیج، یورپ و افریقہ اور ہندوپاک میں انسانوں کی فطری آزادی اور قدرتی حقوق و اسباب پر اپنے مفادات کے پہرے بٹھا رکھے ہیں اور اپنا گناہ بڑی ہنرمندی سے بے قصور انسانوں کے سر پر ڈال دیتے ہیں۔
- ہم صوفی مشرب خوش عقیدہ مسلمانوں کو بے چین ہونے، اپنی اور اپنے مذہب کی طرف سے صفائی دینے اور دفاعی لب و لہجے

میں حق بات کہنے کی ضرورت نہیں کیوں کہ ہم اس امن پسند مذہب کے ماننے والے ہیں جس کے ایک مجاہد سلطان صلاح الدین ایوبی کی مہربانی کی وجہ سے یہودیوں کو سکون اور سکونت کی زندگی نصیب ہوئی۔

- ''دہشت گردی کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں''یا''اسلام دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا'' یہ باتیں امن کے سفیر نہیں کرتے اور صوفیہ جو''امن عالم کے سفیر'' ہوتے ہیں ان کے ماننے والوں کی شان نہیں بلکہ عراق وافغان تباہ کرنے والے، فلسطین پر غاصبانہ قبضہ کرنے والے، ہیروشیما، ناگاسا کی پر بم باری کرنے والے، پہلی دوسری عالمی جنگ میں تباہی و بربادی کی تاریخ لکھنے والے، حجازِ مقدس میں قتل وغارت گری کرنے والے اور سری لنکا و برما میں ہزاروں انسانوں کو نذرِ آتش اور دریا برد کرنے والے روشن خیالوں کی پہچان ہے۔
- ''دہشت گردی کا مذہب اسلام سے کوئی تعلق نہیں''یا''اسلام دہشت گردی کی تعلیم نہیں دیتا'' کی تحریک چلانا''دائرۂ الزام'' سے نکل کر''اقبالِ جرم''میں خود ہی داخل ہونے کا رویہ ہے اور غیر ارادی طور پر دشمن کی سازش کو کامیاب بنانے کی روش ہے اور اسلام کے بدخواہوں کی منافقانہ حکمت عملی کے تحت تیار کیے گئے محاورہ کو محسوس صورت عطا کرنے کا طریقہ ہے۔

ہاں! دہشت گردی کی مخالفت اور دہشت گردوں کے غیر اسلامی ہونے پر اظہارِ خیال کرنے کا جو بھی طریقہ ہے، ہمیں ضرور کرنا چاہیے۔

- قرآن وسنت کی تعلیم وتدریس اور قرآن وسنت کی تعلیمات کی وضاحت وتبلیغ ہی دراصل''امن وصلح'' کا فطری اور قدرتی نصاب ہے۔ اُس پر اِس اضافہ کی کوئی ضرورت نہیں کہ''امن وصلح'' کے لیے اسلامی اداروں اور دینی درس گاہوں میں باضابطہ نصاب داخل کرنے کی ضرورت ہے بلکہ یہ ضرور کہنا اور کرنا ضروری ہے کہ اسلامی مدارس میں''صوفیہ کے اخلاقی نظام'' کو زندہ کرنے اور نافذ کرنے کی ضرورت ہے۔
- ''اسلام خطرے میں ہے'' اور''اسلام ہی زد پہ کیوں؟'' کا''جدید مرعوبانہ محاورہ'' ہماری ایمانی کمزوری اور اسلامی احکام پر ہمارے عمل نہ کرنے کا نتیجہ ہے، اس لیے کہ''اسلام'' خدائی مذہب اور قدرتی نظام ہے جو بندوں کی زد میں اور خطرے میں نہیں آنے والا۔
- دہشت گردی ایک عملی بیماری ہے جو، انتہا پسندی کی فکری بیماری کی کوکھ سے جنم لیتی ہے اور، انتہا پسندی کی ایک بڑی وجہ انسانوں کی حق تلفی ہے۔ اسلام یہی کہتا ہے کہ پڑوسی کا حق تسلیم کرو۔ پڑوسی کو مت ستاؤ۔ پڑوسی سے خوش اخلاقی سے پیش آؤ۔ پڑوسی کے ساتھ حسن سلوک کرو تو جب بھی انسان اِس پر عمل کرلے جائیں تو حق تلفی کا راستہ ہی بند ہو جائے گا پھر انتہا پسندی اور پھر دہشت گردی کا خاتمہ بھی ہوسکتا ہے۔

□□□